معاشِ نبوی ﷺ۔۔کتاب۔ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی 4

از قلم:ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی

عرضِ ناشر:

نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ ہر دور کی ضرورت ہے۔ ہر مسلمان کا اس بات پر کامل ایمان ہے۔ کوئی فرد جب نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتا ہے تو اس پر یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلو ہیں ،اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر پہلو پر اِس قدر لکھا گیا ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس پہلو کا شاید حق ادا کر دیا گیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یقیناً یہ سیرت النبی ﷺ کے موضوع کا ایک اعجاز ہے کہ اِس پر اس قدر لٹریچر کے منظر عام پر آجانے اور شائع ہونے کے باوجود کوئی محقق اور قلم کار کچھ اس انداز سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر قلم اُٹھاتا ہے حیات طیبہ ﷺ کا ایک اور روشن پہلو سامنے آجاتا ہے۔ اسی لیے تو خالقِ کائنات نے کہا ہے:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ:[1]

رفع ذکر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ تا قیامت جاری رہے گا اور اللہ کے منتخب کردہ بندے اس کے حبیب ﷺ کی سیرت کو اپنے اپنے انداز میں پیش کرتے

(ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:10)

رہیں گے۔

انسانی زندگی میں وسائل معیشت، نظم معیشت اور کسب معاش کو جو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اس کے پیشِ نظر تاریخِ انسانی کے ہر دور میں اس مسئلہ کے حل کے لیے ہمہ نوع اور باہم متضاد نظریات پیش کیے جاتے رہے، جو زمان و مکان کے ساتھ ساتھ بدلتے مٹتے اور تبدیل ہوتے رہے۔

اسلام نوع انسانی کے لیے عالم گیر، دائی حتمی اور کامیابی کا ضامن لائحہ عمل مہیا کرتا ہے اور اپنی وسعت ہمہ گیری اور اکملیت کے باوصف اس نے حیاتِ انسانی کے تمام پہلوؤں کیلئے جو جامع ومانع پروگرام مرحمت فرمایا ہے اس میں معاشی زندگی

---

[1] الانشراح:۴

کتاب یونی کوڈ: https://jmiashrafia.blogspot.com/2023/09/4.html

کے مسائل اور اِن کے حل کو خصوصی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سیرت طیبہ سے ہمیں معاشی زندگی کے مسائل اور اِن کے حل کے حوالے سے جامع معلومات اور رہنمائی ملتی ہے۔ جس کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ زندگی میں معاشی سرگرمیوں سے صرفِ نظر کر کے نہ صرف یہ کہ اللہ کے عطا کردہ احکامات کی پیروی اور حقوق العباد کی ادائیگی ممکن نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی بھی انتشار کا شکار ہو سکتی ہے۔ تاہم معاشی سرگرمیوں کی اہمیت پر غیر ضروری زُور ،جو دوسری دنیا کے نظام ہائے معیشت میں موجود ہے، کے نتیجے میں جن خرابیوں کے زندگی میں در آنے کا اندیشہ اُن کا ازالہ بھی سیرت مطالعہ کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے نفع اور مال کی تعریف کی ہے اور اس مال کے کمانے کی خواہش اور اسے احسن طریقے سے خرج کرنے اور اس مال کو مزید ثمر آور بنانے کو ضروری قرار دیا ہے۔

(ڈاکٹر یلیین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:11)

اور ایسے صاحبِ حیثیت شخص کو سراہا ہے جو مال ملنے پر شاکر ہو اور اس مال کو لوگوں کی منفعت اور خیر خواہی کیلئے خرچ کرے۔ جبکہ اس ضمن میں سوائے پروردگارِ کائنات کی خوشنودی کے اور کوئی چیز اس کے پیشِ نظر نہ ہو۔ فرامینِ نبوی ﷺ ملاحظہ کیجئے:

نعم المال الصالح للمرء الصالح[2]

وہ کتنا ہی اچھا مال ہے جو کسی نیک انسان کے پاس ہو۔

طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة[3]

رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے۔

عن رافع بن خديج قال : قيل : يا رسول الله ﷺ، أيّ الكسب أطيب؟ قال : عمل الرّجل بيده وكلّ بيع مبرور[4]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ کون سی کمائی سب سے پاکیزہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔
سرکار دو عالم ﷺ نے میدانِ معاش میں نہ صرف اپنے فرامین عالیہ سے اُمت کی رہنمائی کی بلکہ اِن کی عملی تصویر بھی پیش کی۔
معاشِ نبوی ﷺ (ذرائع آمدن) کے حوالے سے افراد اُمت میں مختلف افکار پائے جاتے

---

[2] بخاری، الأدب المفرد: 112، رقم: 299

[3] بیهقی، السنن الکبری، 6: 128، رقم: 11695

[4] أحمد بن حنبل، المسند، 4: 141، رقم: 17265

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانہ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:12)

ہیں۔ مصنف علّام نے اس حوالے سے اس کتاب میں احادیث کی روشنی میں معاش نبوی ﷺ کی مختلف جہتوں کا تعارف کروایا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں معاش نبوی ﷺ کے موضوع پر خاص کر تجزیاتی مطالعات اور تنقیدی تحقیقات نے اہل علم و دین اور صاحبان فکر و تحقیق کے لئے نئے زاویے فراہم کئے ہیں۔ سارا مواد معتبر و مستند مآخذ سے لیا گیا ہے۔ اس حوالے سے تفصیلی گفتگو آنے والے صفحات میں "تقدیم" کے زیرِ عنوان مصنف علّام کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر مولانا محمد یسین مظہر صدیقی سیرت کے اوّلین مآخذ پر تحقیق و تجزیے کے حوالے سے عالمی شہرت رکھتے ہیں۔

دورِ جدید میں برصغیر پاک و ہند میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر آپ کی کتب انتہائی معتبر اور مستند تسلیم کی جاتی ہیں۔

یہ بات کتب خانہ سیرت، کراچی کے لئے انتہائی خوشی اور سعادت کا باعث ہے کہ اِسے ڈاکٹر مولانا محمد یسین مظہر صدیقی صاحب کی یہ گراں قدر کتاب شائع کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور فاضل مصنف، معاونین، اور ناشر کو اپنے لطف و کرم اور جزائے جزیل سے نوازے اور قارئین کرام کے لیے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ نافع بنا کر انہیں سیرت طیبہ ﷺ کے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عارف گھانچی

مدیر: کتب خانہ سیرت، کراچی

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانہ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:13)

مقدمہ

بسم اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ، وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین ، و من تبعھم باحسانٍ الیٰ یوم الدین

بڑی کتاب سے چھوٹی کتاب برآمد کرنے کا نسخہ قدیم ہے۔ تمام اہلِ علم ایسا ہر زمانے میں کرتے چلے آرہے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے اجزاء نے مفصل کتاب بنادی یا کتابچوں نے مل کر ایک کتاب اعظم تیار کر دی۔ وہ مصنف کے ذوق اور تجربے پر منحصر ہوتا ہے اور وہ پراگندہ اجزا سے مرتب کتاب اور مختصر کتابچوں سے کتاب ضخیم تیار کرتا ہے۔

تاریخ و جغرافیہ کے امام مسعودی (علی بن حسین ، م ۳۴۵/ ۹۵۶) نے اپنی دو کتابوں مروج الذھب اور تنبیہ الاشراف میں اپنے اس تالیفی تجربے کا ذکر کیا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ اِن کی کتاب اعظم "اخبار الزمان" تو دستبرد زمانہ کی نذر ہو گئی۔ محدثین و مفسرین، اہل سیر و تاریخ، فقہاء و علماء اور دوسرے تمام ارباب فن کی اجزاء نویسی سے نگارشِ کتاب کے

مراحل کا پتہ چلتا ہے۔ دراصل وہ مؤلف و مصنف اور محقق صاحبِ ذخیرہ اور موادِ تحقیق و تالیف کے مختلف مآخذ و مصادر سے جمع کرتے رہنے کا انعام ہوتا ہے۔ جدید دور میں ایک نیا طریق تالیف وجود میں آیا ہے۔ اہلِ علم مختلف موضوعات پر

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:14)

متعدد مضامین و مقالات لکھتے ہیں۔ بسا اوقات وہ ایک خاص موضوع پر لکھے گئے مقالات کو کتابی شکل عطا کر دیتے ہیں اور اسے مجموعۂ مقالات گردانتے سے احتراز کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی اہل حرفہ ہیں جو جمع شدہ مضامین و مقالات میں موضوعاتی ارتباط کا خیال بھی نہیں کرتے ہیں اور ان کو ادنی مناسبت سے کتاب بنا دیتے ہیں۔ اس فنکاری سے ان کو دو گنا فائدہ ہوتا ہے۔ مقالات و مضامین کی تعداد برقرار رہتی ہے اور کتب و تالیفات کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ علم اور اہلِ علم کا فائدہ بھی ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ کتابی شکل میں آجانے سے مقالات و مضامین یکجا ہاتھ آجاتے ہیں اور مختلف رسائل و جرائد کی تلاش و جستجو اور ان کے اَوراق پراگندہ کی گردانی سے بچا لیتے ہیں اور بسا اوقات وہ اِن کو ضائع ہونے سے بچا لیتے ہیں۔ صاحبانِ مکر و فن کا البتہ طریقہ واردات ان کے علم و فضل اور تحقیق و تدقیق سے زیادہ ان کی ہوس زیادت کی پرورش سے ہوتا ہے۔

معاش نبوی ﷺ پر موجودہ کتاب تین مقالات تحقیق کا مجموعہ ہے جو تحقیقاتِ اسلامی علی گڑھ (انڈیا) میں ۱۹۸۹ء۔ ۱۹۹۰ء میں چھپے تھے۔ ان میں سے دو مضامین ایک صاحبِ علم و تحقیق کی فرمائش پر لکھے گئے اور تیسرا دل کی آواز اور موضوع کو تمام کرنے کی خواہش پر۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ساعت سعید میں خاکسار راقم کے غرفہ فقر وطلب پر تشریف لا کر مفتخر و مسرور کیا۔ محبت و کرم سے اصرار کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے معاشِ نبوی مدنی پر لکھ دوں کہ اِن کو اپنی تحقیقات میں اس پر مواد کی ضرورت ہے۔ خاکسار نے مکی معاشِ نبوی سے آغاز کار کرنے اور تاریخی ترتیب اور دینی تہذیب کے مطابق بات کہی تو اپنی بات پر اصرار کیا۔ ان کا فرمان تھا کہ کی معاش نبوی کے بارے میں

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:15)

کچھ معلومات موجود ہیں لیکن مدنی معاش نبوی کا باب ان کی علم و تحقیق میں سادہ ہے۔ سو ان کی فرمائش پر معاش نبوی مدنی پر ایک مقالہ تیار کیا جو ستاون صفحات پر مشتمل دو قسطوں میں سمایا اور منظر عام پر آیا۔ بعد میں تکمیل موضوع کی خاطر مکی معاشِ نبوی ﷺ پر تیسرا مقالہ تیار کر کے شائع کیا کہ تاریخ و تہذیب اور دین و شریعت کے تقاضے پورے ہوں۔

ان مقالات کی غیر تاریخی ترتیب و تالیف کا مواد دراصل خاکسار راقم کی کتابِ اعظم عہد نبوی کا تمدن (دہلی ولاہور) نے فراہم کیا۔ مدّتوں سے اس کا مواد، روایات واحادیث، حقائق و شواہد اور احوال و مقامات مختلف مصادرِ سیرت سے جمع کرتا آرہا تھا۔ ڈاکٹر انصاری مرحوم کی علمی فرمائش اور محبت بھری فہمائش پر ایک اوسط درجے کے مقالے کا خیال تھا کہ مواد کی بیکرانی نے خامہ خاکسار کو رواں کر دیا اور صاحبِ فرمائش کو حیرت ہوئی کہ اتنا مواد موجود ہے اور راقم کو اس سے زیادہ تعجب رہا کہ کیا کیا ذخیرے مصادر میں ہیں۔ ان تینوں مقالات میں جابجا خاکسار راقم کا عاجزانہ اعتراف بھی آتا رہا کہ معلومات ایک دریا ہے جو اس کوزے میں نہیں سما رہا۔ لہٰذا ہر موضوع اور ہر مبحث میں چند معلومات اور ضروری حقائق پیش کر کے تفصیل و تشریح

سے اجتناب کرنے کا ذکر بھی کرتا رہا۔ مدیر تحقیقات اسلامی کے جاہ و جلال سے زیادہ کرم بندہ پروری اور ذرہ نوازی کا ثبوت ہے کہ وہ تینوں مقالات یکے بعد دیگرے شماروں میں چھپے۔

تینوں مقالات کی اشاعت کے بعد اہلِ علم و بصیرت نے خاکسار راقم کی محنت و تحقیق کی داد شاندار الفاظ میں دی۔ ان میں راقم کے بزرگوں، محسنوں اور مربیوں کا ایک عظیم و جلیل طبقہ بھی تھا اور دوستوں اور چاہنے والوں کا ایک خاصا بڑا گروہ بھی۔ کیسے لکھوں اور

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:16)

کیوں نہ محبت کروں کہ ان کی تعریف و تحسین سے حوصلہ افزائی ہوئی اور محنت ٹھکانے لگنے کی قدر بھی معلوم ہوئی۔ مقالات کی تالیف کے دوران بے پایاں مسرت و انبساط کا احساس نمایاں بھی دل و دماغ کے دریچوں میں لہریں لیتا رہا اور طمانیت بخشتا رہا۔ اشاعت کے بعد ان کی قرآت و تلاوت سرمایہ افتخار بن کر جسم و جاں کو معطر و مضطرب اور نفسِ امارہ کو خاصا موٹا کر گئی۔

مولانا شبلی جیسے عظیم محقق و مصنف کو بھی یہ احساس یافت تھا جسے وہ اپنے خاص انداز و اسلوب میں الفاظ و تعبیرات کا رُوپ دے گئے۔ اِن کا ذاتی تجربہ تھا کہ مؤلف و مصنف عورت کی مانند دوران تالیف و تحقیق درد زہ سے گزرتا ہے اور جب کتاب و نوشتہ چھپ کر آتا ہے تو وہ اسے بھول جاتا ہے اور تخلیق و کاوش کا رُوپ دیکھ کر اسی طرح مطمئن و سرشار ہو جاتا ہے جیسے ماں نومولود کا منہ دیکھ کر گزشتہ درد و کرب بھول جاتی ہے۔ مولانا مرحوم کو غالباً پتہ تو تھا لیکن اظہار نہیں فرمایا کہ دوران تحقیق و تصنیف صرف درد ہی نہیں ہوتا تخلیق و تعمیر کی بے پناہ اندرونی مسرتیں اور طمانیتیں بھی ہوتی ہیں جو درد کی لہروں پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ اور دروزہ کو بالآخر بھلا دیتی ہیں۔

تحقیقات اسلامی میں ان مقالات کی اشاعت کے بعد ہی سے ایک دوسرا سلسلۂ اصرار و فرمائش شروع ہوا۔ وہ اسے کتابی شکل میں چھاپنے کا تھا۔ اکابر واحباب کا تقاضا بجا تھا کہ ان کی یکجا طباعت و اشاعت ایک اہم موضوع سیرت کو بڑا حلقہ فراہم کرے گی۔ ان میں پیش پیش تھے مرکزی مکتبہ اسلامی کے منیجر جناب جاوید اقبال صاحب مدظلہ العالی جو ہمارے حبیب و صدیق ہی نہیں فن سیرت کے ایک سنجیدہ پارکھ بھی ہیں۔ مدّتوں وہ اِن

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:17)

تینوں شماروں کو اپنے دستِ مبارک میں لئے اور سینہ صافی سے چمٹائے رہے اور جب بھی ملے ان کو کتاب بنانے کا تقاضا کرتے رہے۔ حالانکہ وہ چاہتے تو اپنے مکتبہ سے اسے شائع کر سکتے تھے لیکن غالباً ان کو اپنے شخصی تحفظات تھے یا ان کے امراء واکابر کے فکری تعصبات۔ یہ محض خاکسار راقم کا تاثر و تعصب نہیں بلکہ اپنوں کی شہادت اور غیروں کی گواہی پر مبنی ہے اور اس سے زیادہ واقعات و حقائق کی بے رحم شہادت ہیں۔ مقالات کے محرک اوّل اپنی جماعت کے امیر بعد میں بنے اس کی تصنیفی اکادی کے کرتا دھرتا پہلے اور وہ اسے اور نہ کسی دوسری نگارش خاکسار کو چھاپ سکے۔

خاکسار راقم کسی دوسرے اشاعتی ادارے سے ان کی کتابی اشاعت کا انتظام بفضلِ الٰہی بہت آسانی سے کر سکتا تھا۔ مگر اس کے خیال میں اِن کی تدوین نو کی ضرورت تھی، ترتیب تاریخی کا تقاضا الگ تھا۔ اور تعلیقات و حواشی اور دوسرے اضافہ جات کی فکر بھی ستاتی تھی۔ ہجومِ کار میں اس کی فراغت نصیب نہ ہو سکی اگرچہ محترم جاوید اقبال کی مانند خاکسار بھی تحقیقات کے شماروں کو ہر دم نگاہوں سے اُوجھل نہ ہونے دیتا تھا۔ کسی بھی مؤلف و مقالہ نگار کے لئے اپنی تحریر کی اصلاح قطع و برید اور ترمیم و اضافت کا معاملہ خاصاً مشکل ہوتا ہے اور وہ اس سے جان چُراتا ہے۔ چوتھائی صدی کے طویل برسوں میں کئی مطالعات سیرت میں اِن مقالات کے حوالے دینے پڑے اور بالآخر اِن کی اُم الکتاب چھپ کر شائع بھی ہو گئی لیکن ان کی افادیت حسب سابق برقرار رہی۔

ارضِ پاک کے علمی سفر (۲۰۱۳ء) کے دوران ایک عارف باللہ نے ان کی کمپوزنگ کی اجازت مانگی۔ خاکسار نے وہ فوراً دے دی کہ اس کی کتابی شکل کی صورت پذیری کا امکان

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:18)

نظر آیا۔ عارف نے اپنے جنید وقت سے کمپوز کروا کر مواد خاکسار کو بھیج دیا۔

عارف و جنید کی اس مستعدی اور طریقت نے خاکسار سالک کو بھی راہِ طریقت اور سلوکِ ترتیب پر گامزن کر ہی دیا۔ شب و روز کی محنتِ شاقہ اور ترتیب و تدوین کی جرات رندانہ سے اسے کتابی رُوپ دے دیا۔ اسے اوّل تو تاریخی ترتیب کا پابند بنایا ، مقالات میں معلومات کی خلاؤں کو پُر کیا۔ کتابت کی اغلاط کی تصحیح کی۔ حواشی و تعلیقات میں بیاضات کو سواد روشنائی و تحریر سے آراستہ کیا اور اس کے متن اور تعلیقات و حواشی دونوں میں جابجا ضروری اضافے بھی کئے۔ اضافات تو ابھی اور بھی درکار تھے لیکن کمپوزنگ کی وقتیں مانع رہیں۔ اس کا حل یہ نکالا کہ موضوع زیر بحث کی ام الکتاب کا جابجا حوالہ دے دیا اور اس تقدیم میں بھی یہ صراحت کی کہ وہ عہد نبوی ﷺ کا تمدن کا ایک جزو ہے۔ بلاشبہ "عہد نبوی ﷺ کا تمدن" ایک جامع ترین کتاب ہے لیکن اس میں تہذیب و تمدن کا مواد خالص معاش نبوی ﷺ کے موضوع و مضمون پر غالب ہے۔ معاش نبوی ﷺ پر ارتکاز کے علاوہ ایک نئی کتاب اور تدوین جدید میں متعدد نئے گوشے اور بہت سے معلوماتی مباحث اس پر کتاب مستطاب پر مستزاد ہیں۔

2

سیرت نبوی ﷺ کے بیشتر موضوعات و ابواب میں مآخذ و مصادر کی فراہمی اور جدید اُصول نگارش و تجزیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ معاشِ نبوی ﷺ کے موضوع پر خاص کر تجزیاتی مطالعات اور تنقیدی تحقیقات نے اہلِ علم و دین اور صاحبانِ فکر و تحقیق کے لئے نئے زاویے فراہم کئے ہیں۔ زیر بحث مطالعہ میں قریب قریب سارا مواد حدیث شریف کی صحیح و

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:19)

معتبر و مستند کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے، کتب سیرت سے بہت کم لیا گیا ہے۔ اس کے باوجود روایتی علماء کرام کا رویہ اُن کے خالص فکری میلانات اور ذہنی رُجحانات کا اسیر ہے اور وہ کسی طرح اصل معیشت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ اُن کے

ذہنوں میں اور ان سے زیادہ دل کے نہاں خانوں میں یہ فکر فرسودہ حکمرانی کرتی ہے کہ معیشتِ نبوی ﷺ صرف غریبانہ تھی، اس میں فقر و فاقہ کا راج تھا، غنا اور تمول سے اِس کا علاقہ نہ تھا، بلکہ وہ دونوں مردود تھے اور فقر و فاقہ مطلوب بھی تھا اور اصل دین بھی۔ اِن کا خیال و فکر اور اس کا ساختہ پرداختہ رویہ وطیرہ صرف چند احادیث و روایات کا ناقص مطالعہ اور اس سے زیادہ ناقص تفہیم پر استوار ہے۔ تصوف و طریقت اور رہبانیت کے افکار و خیالات کا بھی وہ بنایا ہوا ہے اور حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ متعدد مخالف طریقت مفکرین و علماء اور سیرت نگاروں نے بھی اِن ہی چند مشہور و معروف روایاتِ احادیث اور راسخ مزعومات کی بنا پر معیشتِ نبوی کو فقر و فاقہ پر ہی منحصر مانا ہے۔

مقالاتِ معیشت کی ترتیب وار اشاعت کے بعد اصحاب علم و طریقت کے دو تین متوازی ردِ عمل سے سابقہ پڑا۔ ہمارے ایک ممدوح و آدرش عالم بے بدل اور صوفی مزاج صاحب شریعت مولانا محمد عمران خاں ندوی ازہری رحمہ اللہ کا بڑا تیکھا تبصرہ تھا:

"عزیزم! تم نے عہدِ نبوی کے تمام لوگوں کو خوشحال و مالدار ثابت کر دیا۔"

خاکسار حیران و ششدر رہ گیا کہ وہ اِن کے علم و فضل کے ساتھ ساتھ معاملات اور حقوق العباد میں اِن کو اولیاء اللہ میں شمار کرتا ہے اور بلاشبہ وہ معاملات میں خالص سنتِ نبوی ﷺ کے کامل پیرو تھے۔ لیکن تصوف و طریقت سے ان کی گہری وابستگی اور سلسلہ دعوت و ارشاد

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:20)

سے علمی شیفتگی نے ان کو دوسرے اہلِ علم کی مانند فقر و فاقہ کا متوالا بنا رکھا تھا۔

دوسرے ردِ عمل کا مطالعہ ایک اور صاحب سلوک و طریقت اور واقف اسرارِ شریعت جناب سہیل عمر صاحب مدظلہ العالی سابق سربراہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور و اقبال اکادمی کا تھا۔ ۱۹۹۲ء میں ایک بین الاقوامی سیمینار کے دوران جو سقوط اندلس کے پنج صد سالہ المیہ پر لاہور میں منعقد ہوا تھا، اِن کا فون میرے ہوٹل میں آیا:

"جناب کو ان مقالات کی اشاعت پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اِن سے تو میری آنکھیں کھل گئی ہیں، معاش نبوی کا صحیح اسلامی اور دینی تناظر نگاہ دل و چشم میں اُجاگر ہو گیا۔ ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ حاضر ہو کر مبارک باد دیتا، لیکن ایک بین الاقوامی سیمینار میں جو فکرِ اقبال پر اتفاق سے اُندلس ہی میں ہو رہا ہے اس کے مقالے کی تیاری میں سر تا پا غرق ہوں۔"

ایسے نوع بہ نوع ردِ عمل اور گونا گوں اظہار بہت سے ہیں۔ یہ صرف دو نمائندہ قسمیں ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب و سنت اور حدیث و سیرت اور تاریخ و شہادت سے صورتِ حال واضح ہو جائے تو دل بینا والے قبول کر لیتے ہیں اور کور چشم اپنی آنکھیں اور موند لیتے ہیں۔

طرفہ تم یہ کہ فقر وفاقہ کا راگ الاپنے والے اور معیشتِ نبوی ﷺ کے غریبانہ ہونے پر فکر کرنے والے اصحاب طریقت ودین اپنی اپنی معیشتوں میں غنائے دل سے زیادہ غنائے مال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اِن کا شخصی رہن سہن، منزل ومکان ،اسباب زیست، اکل وشرب اور دوسرے تمام لوازم حیات مالداروں اور متمولوں کی سطح کے ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ

(ڈاکٹر یلیسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:21)

ان کو بھی شرماتے ہیں۔ فراخی وکشادگی آتے ہی وہ سیم وزر میں کھیلتے ہیں اور زریں مسندوں پر تشریف رکھتے ہیں اور سونے چاندی کے نوالے حلق سے اُتارتے ہیں۔متعدّد مفکرین ملت اور اکابرین علت کا مشاہدہ کیا اور دوسرے ہم سے زیادہ کرتے ہیں کہ وہ صرف رؤساء اور تاجرانِ قوم اور اغنیاءِ ملّت کے ہاں دورانِ زیارت وسفر قیام کرتے ہیں اور حضر وقیام کے زمانے میں اِن کی معیشت کسی طرح فقر وفاقہ ہی سرمستی نہیں رکھتی۔فکر وعمل کا یہ تضاد تبلیغ وشغل کا یہ تصادم،اِرشادوزیست کا یہ تعارض اِن کی فکر وتحقیق کی خلاؤں کی چغلی کھاتے ہیں اور خواہشِ نفس کی پیروی کا نمونہ دکھاتے ہیں۔اَصل معیشتِ نبوی ﷺ اور صحیح سنت محمدی کا اتباع فکر وعمل میں کرتے تو یہ دورخاپن ہوتا اور نہ ملامت ونقد کا ہدف بنتا۔

3

سیرت نبوی ﷺ کی صحیح تناظر میں افہام وتفہیم ملّت اسلامیہ کی فکری ودینی ضرورت ہے کیونکہ وہ عمل واتباع کا صحیح ترین اسوہ پیش کرتی ہے۔علماء کرام اور محققین پر واجب ہے کہ وہ دین وشریعت کے علمبردار اور سیرت وسنت کے حاملین کرام ہیں۔اُن کا فرض دوگانہ ہے: اوّل: اپنے فکر وعلم وسیع سیرت وسنت سے آراستہ کرکے اپنے تمام اعمال واشغال دنیا اور افکار وتفہیماتِ دین کو ان کے مطابق بنائیں: دوم: وہ ملت کے رہبر اور اُمت کے سرخیل کی حیثیت سے اپنے اپنے حلقہ وزمرہ اور مکتب ومحور میں عوام الناس کی صحیح تعلیم وتربیت کریں۔اَصل سیرت نبوی ﷺ اور دین کے صحیح معاشی نظام کو روایات واحادیث سے مستند کرکے اس مطالعہ معاشِ نبوی ﷺ میں اسی کی کوشش کی گئی ہے۔مقالات نگار کی کاوش دیرسینہ کو کتاب وحقیقت بنانے کا کام ایک عارف باللہ نے کیاہے۔اَصل راقم تو ان کی نوازش و

(ڈاکٹر یلیسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:22)

محبت اور معرفت ورہبری کا اسیر بھی ہے اور ممنون بھی۔ قارئین کتاب کو اِن کی سعی حاصل سے جو فکر وتفہیم ملے گی اور اس سے زیادہ اِن کو معاشِ دنیا میں جو افراط وتفریط سے محفوظ، متوازن ومعتدل اُسوۂ نبوی ﷺ عطا ہوگا وہ اِن کے ذہنی خلجان کو دور کرے گا اور اِن کو معاشِ دینی ودنیاوی کی صراط مستقیم پر چلنے کا حوصلہ دے گا۔ وہ اس وقت ایسے عارفینِ حق کے اور بھی شکر گزار ہوں گے۔

خاکسار راقم ہمیشہ کی طرح اپنے علمی اکتسابات کے لئے اپنے رحیم ورحمٰن پروردگار کے فیضان کا مرہونِ منت رہتا ہے اور سجدہ شکر بجالاتا ہے، اپنے اور تمام انسانیت کے آقا اور مربی ومعلم سیدنا محمد ﷺ کی سیرت وسنت اور اُسوۂ دین ودنیا کی عطا کے لئے بھی اس کا ممنون ہے۔والدینِ ماجدین، اساتذہ ومشائخ، علماء ومحدثین اور تمام بزرگوں کے ساتھ ساتھ احباب ورفقاء

کے احسانات و عطایا کا بھی معترف ہے۔ اِن تمام محسنوں کے فیاضانہ عطایا نے اِس کے فکر و علم کو جلا بخشی اور اس قلم کو کچھ تھوڑی سی۔ درست کرنے کی توفیق بھی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں خاکسار راقم کی اس خدمت و سعادت کو اس کے بزرگوں کے حسنات میں شمار فرمائے اور اس کے لئے اور تمام قارئین کرام خصوصاً اس کے ناشر گرامی اور مرتب عزیز کے لئے توشۂ آخرت بنائے اور سب کو صحیح اُسوۂ نبوی ﷺ پر چلنے اور اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وباللہ التوفیق

خادم علم و علماء

محمد یسین مظہر صدیقی الامین۔ ۶۴- احمد نگر علی گڑھ۔

(نوشتہ کراچی ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / ۱۷ فروری ۲۰۱۴ء)

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:23)

باب 1

معاشِ نبوی ﷺ مکی عہد میں

مکی معاشِ نبوی کے بارے میں بالعموم دو نقطۂ نظر سامنے آتے ہیں لیکن دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں کا ایک ہی نتیجہ پر اتفاق ہے۔ ایک نظریہ مستشرقین اور اِن کے پیرو کار و شاگرد جدید مؤرخین کا ہے جس کے مطابق رسول اکرم ﷺ کا تعلق ایک کمزور معاشی طبقہ سے تھا کیونکہ اُن کے خیالِ خام میں آپ ﷺ کا بنو ہاشم کے جس خاندان سے تعلق تھا وہ سماجی لحاظ سے بھی کمزور تھا۔ ان کے اس نظریہ کے پیچھے یہ خیال کار فرما ہے کہ معاشی اور اقتصادی خوشحالی نہ صرف سماجی مرتبہ و مقام کی ضامن ہوتی ہے بلکہ معاشرتی شرف و عزت کا نشان بھی ہوتی ہے۔[5] دوسرا نقطہ نظر ہمارے بیشتر مسلمان اور مشرقی سیرت نگاروں کا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ نسبی اور معاشرتی اعتبار سے اعلیٰ خاندان کے فرد تھے لیکن متعدّد اسباب سے جن میں آپ ﷺ کی یتیمی و یسیری کو خاصی اہمیت بلکہ بنیادی حیثیت حاصل تھی آپ ﷺ کی معاشی حالت بہتر نہ تھی بلکہ

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:24)

بعض حضرات کے ہاں کچھ ایسا تاثر پایا جاتا ہے کہ اقتصادی ابتری منشائے الٰہی کا سبب تھی۔ اس نقطۂ نظر کے پس پشت وہ راہبانہ خیال و عقیدہ کار فرما ہے کہ دولت مندی یا خوش حالی معیارِ تقویٰ اور میزانِ طہارت پر بھی نہیں ملتی بلکہ وہاں فقر و فاقہ کا وزن

---

[5] بطور مثال و نمائندہ مؤلف ملاحظہ ہو: دی ایس مار گولیتھ، محمد اینڈ دی رائز آف اسلام، لندن ۱۹۰۵، ص:۴۷ پر لکھتے ہیں کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بے وقار خاندان سے تھے۔" مولانا شبلی، سیرت النبی، اعظم گڑھ، ۱۹۸۳ء، اول، ص:۱۷۶ نے اس کی بھرپور تردید کی ہے؛ نیز ملاحظہ ہو عبدالحمید صدیقی کی تردید، لائف آف محمد، ہلال پبلیکیشنز کلکتہ، ۱۹۸۲ء، ص:۴۰ اور ص:۵۵۔۵۴۔

اور اُس کی قیمت تولی جاتی ہے۔[6] اِن دونوں نظریات کا خالص نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی معاشی حالت شروع سے دگرگوں اور کمزور تھی اور وہ چند مراحل کے سوا فقر و فاقہ کی زندگی میں ڈھلتی گئی۔ اس کتاب میں آپ ﷺ کی مکی زندگی کی معاشی حالت کا تاریخی شواہد و روایات کی اساس پر ایک مختصر تجزیہ پیش کیا جارہا ہے جس میں تقریباً تمام بنیادی نکات آگئے ہیں البتہ بہت کی تفصیلات اور تشریحات وقت و مقام کی قلت اور علم کی محدودیت کے سبب رہ گئی ہیں۔

خاندانی ترکہ

رسول اکرم ﷺ کی اقتصادی زندگی کا جائزہ لیتے وقت پہلا اہم سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے والدین یا خاندان کے دوسرے بزرگوں سے کیا ترکہ عطیہ ملا تھا؟ اس سوال کے جواب میں ابتدائی مؤلفین سیرت میں ابن اسحاق[7] کے اور ان کے مشہور تر جامع و تلخیص نگار ابن ہشام[8]- دونوں خاموش ہیں۔ البتہ ان کی تحریروں میں منتشر طور سے کچھ ترکہ کی نشاندہی ضرور ملتی ہے جو آپ ﷺ کو اپنے مرحوم والد سے ملا تھا۔ قدیم مؤرخین میں ابن سعد نے اپنے شیخ واقدی کی روایت بیان کی ہے کہ "عبد اللہ بن عبد المطلب نے ایک باندی ام ایمن، پانچ اراک کھانے والے اونٹ (اجمال اراک) اور بکریوں کا ایک ریوڑ (قطعہ غنم) چھوڑا جس کے رسول اللہ ﷺ وارث

(ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی، معاشِ نبوی ﷺ، مطبوعہ: کتب خانپ سیرت، لی مارکیٹ کراچی، پاکستان، 2015، ص:25)

---

[6] یہ نقطہ نظر وضاحت سے یا مضمر طور سے تقریباً تمام مسلمان مؤرخین کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۸۳ء، ششم ص ۳۲-۳۷۳ پر فرماتے ہیں کہ ... " آپ سالی یتیم کی زندگی کی ابتدا افلاس کی حالت میں ہوئی۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی، دی ہولی قرآن، امانہ کارپوریشن، برنٹ وڈ، میری لینڈ ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۶۳، حاشیہ ۶۱۸۴ نے لکھا ہے: "The Holy Prophet was poor"؛ نور محمد غفاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۶۵ پر لکھتے ہیں: "وہ بچہ جس نے آگے چل کر خاتم النبین بنا تھا... عالم امکان میں تشریف لایا تو والدین مالی اعتبار سے مفلس تھے۔ والد عبد اللہ بن عبد المطلب آپ صلی اللہ علیہو سلم کی پیدائش سے قبل ہی وفات پا گئے تھے، یوں غربت کے ساتھ قیامت کا بندھن بندھ گیا۔ نعیم صدیقی محسن انسانیت، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، غیر مورخہ، والدین اور دادا کے انتقال کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: یہ گویا مادی سہاروں سے بے نیاز ہو کر ایک آقائے حقیقی کے سہارے گراں بہا فرائض سے عہدہ بر آ ہونے کی تیاری ہو رہی تھی۔ یہ چند مثالیں ہیں ورنہ یہ نقطہ نظر پوشیدہ یا علانیہ تقریباً بیشتر مسلم سیرت نگاروں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ نیز مولانا مودودی، سیرت سرور عالم، لاہور ۱۹۸۰ء، دوم ص ۹۵ نے غربت سے زندگی کی ابتداء کے تحت آپ مانیلا پن کی غریبانہ زندگی کا ذکر کیا ہے۔

[7] ابن اسحاق، سیرت ابن اسحاق، اردو ترجمہ نور الٰہی ایڈووکیٹ (عربی متن۔ مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ) نقوش، رسول نمبر یازدہم لاہور ۱۹۸۵ء ص ۷-۳۳، نیز ملاحظہ ہو: ابو الحسن علی حسنی ندوی، السیرۃ النبویۃ، دار الشروق، جدہ، ۱۹۸۹ء ص ۹۹ نے صرف ابن ہشام کی سند پر ابن اسحاق کی روایت بیان کی ہے۔

[8] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مرتبہ مصطفی القاء ابراہیم الابیاری، عبد الحفیظ شبلی مطبعہ مصطفی البابی احلی، قاہرہ ۱۹۵۵ء، قسم اول ص ۱۵۸ نیز ملاحظہ ہو: بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ دار المعارف قاہرہ ۱۹۵۹ء، اوّل ص ۹۲-۹۷ وغیرہ، جنھوں نے اس موضوع پر ہی نہیں بلکہ اور کئی متعلق معاملات پر خاموشی اختیار کی؛ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ مرتبہ مصطفی عبد الواحد، دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۱ء، اول ۲۲۳ نے صرف حضرت ام ایمن کے باپ سے وراثت میں پانے کا ذکر کیا ہے۔

کتاب یونی کوڈ: https://jmiashrafia.blogspot.com/2023/09/4.html